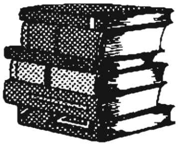

تعارف تفاسیر

ملا جیون کی

التفسیرات الاحمدیہ

ڈاکٹر محمد طفیل

ڈاکٹر صاحب، علم و فضل والی شخصیت ہیں ادارہ تحقیقات اسلامی کے شعبۂ سیرت و تاریخ کے صدر ہیں اور آجکل تحقیق و تصنیف کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں، متعدد قومی سیمیناروں میں اپنی تحقیقات پیش کر چکے ہیں اور آج کل ادارہ تحقیقات اسلامی ہی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

قرآن حکیم نور ہدایت ہے۔ انسانیت کی فلاح و کامرانی کا داعی ہے۔ انسان کو زندگی بسر کرنے کے لیے ایسے انمول اصول عطا کرتا ہے جو روحانی ترقی، مادی آسودگی اور اخروی کامیابی کی ضمانت ہیں یہی اصول زندگی شریعت کی زبان میں "احکام" کہلاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان مفکرین اور اہل علم اس امر پر متفق ہیں کہ یہ کتاب مبین احکام ربانی کا لا یزال مجموعہ ہے۔ انہی احکام سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مفکرین اور مفسرین نے ایک خاص علم ایجاد کیا جو "احکام القرآن" کے نام سے موسوم ہے۔

"احکام القرآن" وہ علم ہے جس میں قرآن حکیم کی آیات سے احکام الٰہی کا استنباط کیا جاتا ہے گویا قرآن کریم کی ایسی آیات اس علم کا موضوع ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو احکام دیئے گئے ہیں۔ اس لیے یہ علم سب سے اہم قرار پاتا ہے کیونکہ اس کتاب ہدایت کے نزول کا بنیادی مقصد احکام الٰہی کی

پابندی ہے ۔ چنانچہ قرآنی احکام اصل ہیں اور دیگر علوم و فنون انہی احکام کا علم حاصل کرنے کے ذرائع اور اسباب ہیں ۔ خود ملا جیون (۱۱۳۰ھ) نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ احکام القرآن کا علم عظیم تر اور بلند پایہ معلومات سے پر ہے ۔ احکام کی تعداد اگرچہ قلیل ہے لیکن انہی سے تمام شرعی علل کا استنباط کیا جاتا ہے جو صحابہ ' تابعین ' فقہاء اور مجتہدین امت کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں ۔

نزول قرآن کا منشائے ایزدی یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کے احکام سمجھے اور ان پر عمل کرے اسی لیے مسلمان علماء نے " احکام القرآن " کے موضوع پر خاص توجہ دی اور اس فن میں بے شمار کتابیں تحریر کیں (۱) جن میں امام شافعی (م ۲۰۶ ھ) ابو بکر احمد بن علی الجصاص (م ۳۷۰ ھ) ' ابو بکر محمد ابن عبد اللہ بن العربی (م ۵۴۳ ھ) اور امام قرطبی (م ۵۳۷ ھ) کی اس موضوع پر تصانیف کو مقبولیت عام اور شہرت دوام حاصل ہے ۔ یہ کتب آج بھی متداول اور بطور کتب حوالہ استعمال ہوتی ہیں ۔

اسلام کے مرکز سے دور اور عجمی ثقافت کے زیر اثر پرورش پانے کے باوجود برصغیر کے عاشقان قرآن اس سعادت سے محروم نہیں رہے اور اس خطہ میں پروان چڑھنے والے ایک نابغہء روز گار عالم دین نے " احکام القرآن " کے موضوع پر ایک ایسی پر مغز ' وقیع اور علمی کتاب لکھی ' جسے بجا طور پر ابو بکر جصاص کی شہرہ آفاق تصنیف احکام القرآن کی توسیع اور اس موضوع پر فقہ حنفی کا ایک شاہکار کہا جاسکتا ہے ۔ اس علمی تصنیف کا نام " التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ " (۲) ہے اور جس کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے " احکام القرآن " ہے ۔

" التفسیرات الاحمدیہ " کے فاضل مصنف کا نام احمد ہے اور وہ ملا جیون (۳) کے نام سے معروف ہیں ۔ آپ کے والد کا اسم گرامی ابو سعید بن عبد اللہ بن عبد الرزاق تھا اور وہ امیٹھہ (۴) کے مستقل باشندے تھے ۔ اسی لیے ملا جیون بھی امیٹھوی نسبت رکھتے ہیں ۔ ان کے والد گرامی درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے ۔ وہ بہت متقی ' زاہد اور کریم النفس انسان تھے ۔

ملا جیون ۲۵ شعبان ۱۰۴۷ھ کو امیٹھہ میں پیدا ہوئے ۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا انہوں نے خود لکھا ہے کہ میں نے اس عمر میں قرآن حکیم حفظ کیا جب مجھے حروف اور اعراب کی پہچان نہیں تھی (۵) حفظ کے بعد ملا جیون نے مروجہ علوم و فنون پڑھے ۔ انہوں نے شیخ محمد صادق سترکھی اور مولانا لطف اللہ کوروی سے تعلیم حاصل کی اور امیٹھی میں ہی مدرس رہے ۔ ملا جیون بلا کے ذہین تھے اور طویل قصائد ایک ہی بار سن کر یاد کر لیا کرتے تھے ۔

ملا جیون کو تذکرہ نگاروں نے عالمگیر کا استاد بتایا ہے ۔ جب اورنگ زیب کو لاہور کا گورنر مقرر کیا گیا تو وہ بھی ان کے ساتھ لاہور میں قیام پذیر رہے ۔ ملا جیون اورنگ زیب کے ساتھ تقریباً پانچ سال دکن میں بھی مقیم (۶) رہے ۔ اس وقت وہ قاضی عسکر کے منصب پر فائز تھے ۔ شہزادہ فرخ سیر بھی آپ کی علمیت اور تقویٰ کا معترف تھا ۔ آپ نے پچپن سال کی عمر میں حرمین کا سفر کیا ۔ پانچ سال وہیں رہائش پذیر رہے ' وہیں آپ نے اپنی کتاب " نور الانوار " تصنیف کی جس کا موضوع اصول فقہ ہے اور یہ بلند پایہ کتاب برصغیر کے دینی مدارس میں شامل نصاب ہے ۔

یہ علمی چراغ ۸ - ذی القعدہ ۱۱۳۰ھ کو ہمیشہ کے لیے گل ہوگیا ۔ پہلے دہلی میں وہ بطور امانت دفن کیے گئے ۔ پچاس دن بعد ان کی قبر کھود کر ' ان کی میت نکالی گئی اور ایک تابوت میں رکھ کر امیٹھی لائی گئی اور ملا جیون وہیں مدرسہ اسلامیہ کے قریب مقبرہ میں دفن ہوئے ' ابدی نیند سو رہے ہیں اور ان کے مزار پر "ویتم نعمته علیک" (۷) کے الفاظ درج ہیں ۔ جن سے ان کے سال وفات کا عدد ۱۱۳۰ھ بر آمد ہوتا ہے ۔

درس و تدریس اور قاضی کے منصب کی اہم ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ملا جیون نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ دی اور احکام القرآن ' اصول الفقہ ' خود نوشت سوانح ' تصوف اور شعر و شاعری میں آپ کی تصانیف ملتی ہیں ۔ جن کے نام یہ ہیں :

۱۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ

۲۔ نور الانوار شرح منار الانوار

۳۔ الآداب الاحمدیہ فی بیان اوراد المشائخ و الصوفیہ

۴۔ القصیدہ النعتیہ مع شرحھا (۸)

۵۔ مناقب اولیاء (فارسی)

۶۔ مثنوی بطرز معنوی مولانا روم رحمۃ اللّٰہ علیہ

اس مختصر نشست میں ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کے تمام علمی کارناموں کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس لیے ہم اپنی گفتگو کو "احکام القرآن" کے موضوع پر ان کی تصنیف "التفسیرات الاحمدیہ" تک محدود رکھیں گے۔

فاضل مصنف ملا احمد المعروف ملا جیون (م ۱۱۳۰ھ) نے اپنی علمی کتاب کا مکمل تعارف خود ہی کرا دیا ہے۔ چنانچہ وجہ تصنیف، مدت تالیف، کتاب کے حدود و قیود اور اس میں بیان کردہ مسائل کا انہوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنے مصادر و مآخذ کی ایک فہرست بھی فراہم کی ہے۔ لہٰذا یہ امور بیان کرتے وقت ہم نے خود فاضل مصنف کی فراہم کردہ معلومات سے استفادہ کیا ہے۔ کیونکہ یہی سب سے زیادہ قابل اعتماد اور اصلی ماخذ ہے۔

"التفسیرات الاحمدیہ" کے فاضل مصنف نے لکھا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "الاتقان فی علوم القرآن" (۹) میں تحریر کیا ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ قرآن حکیم میں پانچ سو احکام کی آیات ہیں۔ سیوطی نے وضاحت نہیں کی کہ یہ کس کا قول ہے؟ لیکن میں نے صراحت سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ قول امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کا ہے کہ قرآن کریم کی ایسی آیات، جن میں احکام بیان ہوئے ہیں، ان کی تعداد پانچ سو ہے۔ میں عرصہ دراز تک ان آیات کی تلاش میں مصروف رہا۔ جب میرا یقین پختہ ہوگیا تو میں نے ان آیات کی مزید جستجو کی تاہم کامیابی نہ ہوئی۔ شاید میرے اس کام کا اجر امام غزالی کو ملے گا۔ کیونکہ وہی میرے اس کام

کے محرک ہیں ۔ اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ امام غزالی کی یہ رائے تھی کہ کتاب مبین میں احکام کی آیات کی تعداد پانچ سو ہے ۔ یہی رائے ہمارے فاضل مصنف کے لیے "التفسیرات الاحمدیہ" ترتیب دینے کا سبب بنی ۔

وجہ تصنیف کی طرح ملا جیون نے اپنی اس اہم تصنیف کا زمانہ تحریر بھی خود ہی متعین کیا ہے ۔ ان کا بیان ہے کہ سولہ سال کی عمر میں جب میں اصول شیخ الحسام پڑھ رہا تھا انہیں دنوں میں نے یہ کتاب " التفسیرات الاحمدیہ " لکھنے کا آغاز کیا ۔ اس دوران میں بہت سی مشکلات اور دقتوں سے دوچار ہوا ، لیکن میں نے اپنا کام بحسن و خوبی جاری رکھا ۔ جب میری عمر اکیس سال ہوئی تو ۱۰۶۹ھ میں نے یہ کتاب مکمل کرلی اور میں نے اس کا نام " التفسیرات الاحمدیه فی بیان الآیات الشرعیه" رکھا ۔

اسی طرح فاضل مفسر نے اس امر کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ میں نے مکمل کتاب اللہ کی تفسیر نہیں لکھی بلکہ میں نے کتاب مبین کی صرف ایسی آیات کا انتخاب کیا جن میں صراحت کے ساتھ یا اشارتاً کوئی حکم موجود ہو نیز قصص و امثال کی آیات میں سے بھی ایسی آیات کا چناؤ کیا گیا جو کسی شرعی مسئلہ سے متعارف کراتی ہیں ۔ اس امر کی وضاحت کرنے کے لیے ملا جیون نے اپنی کتاب کا دیباچہ مکمل کرنے کے بعد اور تفسیر آیات الاحکام کا آغاز کرنے سے پہلے ایک طویل فہرست (۱۰) دی ہے جس میں احکام والی آیات کی سورتوں کے نام اور ان سے ماخوذ مسائل کے موضوعات (۱۱) درج ہیں ۔

اس فہرست کا جائزہ لینے سے دلچسپ اعداد و شمار سامنے آتے ہیں کہ قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے صرف ۵۹ سورتوں میں سے احکام کی آیات کا انتخاب کیا گیا اور اس کتاب میں کل ۲۷۰ مسائل بیان ہوئے ۔ ہر مسئلہ کبھی ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے کبھی دو آیات پر ۔ بعض اوقات دو سے زیادہ آیات پر بھی محیط ہوتا ہے ۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملا جیون نے ایسی ۵۰۰ آیات سے

بحث کی ہوگی ۔ جن سے قرآنی احکام اخذ کیے جاتے ہیں یہ ۲۷۰ مسائل جن سورتوں میں مذکور ہیں ان میں سے سورہ البقرہ میں ۴۵ ' سورہ النساء میں ۳۹ ' سورہ المائدہ اور سورہ الانفال میں سے ہر ایک میں ۱۷ اور سورہ النور میں ۱۳ مسائل بیان ہوئے ہیں دیگر سورتوں میں ایک سے ۹ تک مسائل بیان کیے گئے ہیں ۔ (۱۲)

زیر مطالعہ کتاب میں پیغام ربانی کی ترتیب تلاوت اپنائی گی ہے چنانچہ یہ کتاب در حقیقت سورۃ البقرہ سے شروع ہوتی ہے اور سورہ الکوثر پر تمام ہوتی ہے ۔ اسی طرح جن سورتوں سے زیادہ مسائل بیان کیے گئے ہیں ان میں بھی قرآن کی مروجہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے مثلاً سورۃ البقرہ میں سے سب سے زیادہ مسائل بیان ہوئے ہیں اس میں بیان کردہ پہلا مسئلہ " ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا " (۱۳) سے ماخوذ ہے اور اس سورہ کا آخری مسئلہ اس سورہ کی آخری آیت کے حوالے سے تحریر ہوا ہے ۔

برصغیر میں احکام القرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی اس بلند پایہ تصنیف میں ملا جیون نے یہ اسلوب اپنایا ہے کہ .. قرآن پاک کی ایک سورہ کا ایک اکائی کے طور پر مطالعہ کرتے ہیں ۔ اس میں سے احکام ی آیات کا انتخاب کرتے ہیں اور انہیں مروجہ ترتیب سے رکھتے ہیں ۔ حکم کی ہر آیت تحریر کرنے سے پہلے وہ لفظ " مسئلہ " لکھتے ہیں جو اس امر کی علامت ہے کہ سابقہ آیت اور اس سے متعلقہ مسائل اور موضوعات اختتام پذیر ہوئے اور اب نئی آیت سے جدید موضوع کا آغاز ہوتا ہے ۔ اس کے بعد مسئلہ کا موضوع تحریر کرتے ہیں بعد ازاں وہ قرآن مجید کی متعلقہ آیت یا آیات نقل کرتے اور حاشیہ پر اس کا حوالہ ہندسوں میں اسی طرح قلم بند کرتے ہیں جیسے عصر حاضر کے محققین کا طریقہ ہے یعنی وہ ہندسے دائیں جانب سے لکھنا شروع کرتے ہیں ۔ پہلے سورہ کا نمبر بعد ازاں آیت کا ہندسہ لکھ کر ان اعداد کو بین القوسین ظاہر کرتے ہیں ۔ اس طرح وہ مسئلے کو ترجیح دیتے اور آیت کو اس کے تحت بیان کرتے ہیں ۔

قرآن پاک کی متعلقہ آیت یا آیات تحریر کرنے کے بعد ملا جیون عموماً اس قرآنی آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کرتے ہیں ۔ اس آیت کے بارے میں منقول احادیث نبوی ' آثار صحابہ ' مفسرین کے اقوال اور ائمہ کرام کی فقہی آراء نقل کرتے ہیں اسی طرح زیر بحث موضوع کے بارے میں وہ دیگر قرآنی آیات بھی پیش کرتے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورۃ البقرہ کی آیت " و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات ' بل احیاء و لکن لا تشعرون " (۱۴) نقل کرنے کے بعد فاضل مفسر نے یہ امور بیان کیے ہیں ۔

۱ ۔ حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ شہداء اللہ کے ہاں زندہ ہیں ' ان کی ارواح کو رزق پیش کیے جاتے ہیں جن سے وہ فرحت اور خوشی محسوس کرتی ہیں ۔ اسی طرح آل فرعون کو صبح و شام دوزخ کی آگ دکھائی جاتی ہے جو ان کے لیے تکلیف دہ ہے ۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ مجاہدؒ سے روایت ہے کہ شہداء کو جنت کے پھل ملتے ہیں ' وہ ان کی خوشبو سونگھتے ہیں لیکن وہ لوگ جنت میں نہیں ہیں ۔

۲ ۔ اس آیت میں شہداء کی تخصیص اس لیے ہے کہ وہ اللہ کے مقرب بندے ہیں اور انہیں زیادہ خوشی و احترام ملتا ہے ۔ امام زاہد کا قول ہے کہ شہداء رزق کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں کیونکہ قرآن حکیم میں ہے " یرزقون فرحین بما اتا ھم اللّٰہ من فضلہ " (۱۵) اس آیت کو اگر شہداء کے حق میں خاص رکھا جائے تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ۔

۳ ۔ جو اہل علم شہداء کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں ' ان کی آراء کا بھی فاضل مصنف نے ذکر کیا ہے کہ قاضی بیضاوی کا رجحان یہ ہے کہ تمام ارواح جواہر ہیں فی نفسہٖ قائم ہیں اور مرنے کے بعد بھی احساس رکھتی ہیں جبکہ معتزلہ کا اعتقاد ہے کہ میت پتھر کی طرح ہوتی ہے اس میں زندگی نہیں ہوتی ' اسے عذاب دینا محال ہے اور وہ صرف قیامت کے دن زندہ کی جائیں گی ۔ " نحن نقول " کہہ کر ملا جیون احناف کا مسلک واضح کرتے ہیں کہ اس آیت سے شہداء کی صرف قیامت

کے دن زندگی ثابت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن تو ہر جاندار زندہ ہوگا اور اس طرح اس آیت میں شہداء کی زندگی بیان کرنے کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔ فاضل مفسر کا دوسرا جواب الزامی نوعیت کا ہے کہ صاحب "کشاف" جار اللہ زمخشری معتزلی ہونے کے باوجود شہداء کی زندگی کے قائل ہیں اور انہیں نعمتیں ملنے کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔

۴۔ اس آیت "بل احیاء عند ربهم یرزقون" بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے کے اشارۃ النص سے یہ ثابت ہے کہ شہداء زندہ ہیں جیسا کہ امام شافعی انہیں حکماً زندہ مانتے ہیں۔ اشارۃ النص کے بعد افراد کو خاص کیا جاسکتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔ یہ حنفی اصول فقہ کا قاعدہ ہے جسے فاضل مفسر نے "فی بعض کتب اصول" کہا ہے۔

۵۔ ملا جیون نے ان شہداء کی فہرست بھی فراہم کی ہے جو دنیا اور آخرت پر پورا اترتے ہیں ان میں وہ عاقل بالغ مسلمان شامل ہیں، جو ظلماً ہتھیار سے مارے گئے اور ان کی دیت نہ لی جائے، یا وہ شخص جو میدان جنگ میں زخمی ہو اور بعد میں بلا علاج فوت ہو جائے، اس کے لئے دنیا میں احکام یہ ہیں اسے نہ غسل دیا جائے، نہ کفن پہنایا جائے، صرف اس کی نماز جنازہ پڑھ اسے کر دفن کر دیا جائے جبکہ آخرت میں ان سب کو عظیم مرتبہ حاصل ہوگا۔

۶۔ فاضل مصنف نے شہداء کو دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک گروہ ایسا ہے جس پر دنیا میں شہداء کے احکام جاری نہیں ہوتے، لیکن آخرت میں انہیں مرتبہ ملتا ہے۔ جیسے پانی میں ڈوب کر، آگ میں جل کر، مکان کے نیچے دب کر، کسی جرم کی حد میں، جہاد، حج یا حصول علم کے دوران فوت ہو جانے والے افراد پیٹ کی بیماری سے مرنے والے اشخاص اور بچے کی ولادت کے دوران فوت ہو جانے والی خواتین۔ شہداء کا دوسرا گروہ وہ ہے جن پر دنیا میں شہید کے احکام جاری ہوں گے لیکن آخرت میں نہیں۔ ایسے شہداء جن کی نیت درست نہ ہو چنانچہ کرائے

کے سپاہی اور جو افراد اظہار شجاعت کے لیے مارے جائیں ۔ جبکہ تیسرا فریق وہ ہے جس پر دنیا اور آخرت دونوں میں شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے جیسے باغی اور ڈاکو وغیرہ ۔ ان کا حکم یہ کہ انہیں نہ غسل دیا جائے گا ' نہ انہیں کفن پہنایا جائے گا نہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور نہ انہیں آخرت میں شہداء کا درجہ حاصل ہوگا ۔ (۱۶)

اس طویل گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ معتزلہ کے علاوہ دیگر تمام مسلمان شہداء کو زندہ تسلیم کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رزق سے بہرہ ور ہوتے ہیں ۔ یہ ایک کلامی مسئلہ ہے اسی طرح اشارۃ النص میں سے بعض افراد کو خاص کیا جاسکتا ہے یہ اصول فقہ کا موضوع ہے ۔ شہداء کی اقسام متعین کرنا اور ان کے احکام بتانا فقہی مضمون ہے ۔ اس امر کی وضاحت کرنا کہ کرائے کے فوجی شہید کا درجہ نہیں پاتے ایک نحوی ہے جو فقہی نویسی کے دائرہ کار میں آتا ہے ۔ اسی طرح احادیث رسولؐ اور آثار صحابہ بیان کرنا محدث کی ذمہ داری ہے اور آیات کے الفاظ کا مفہوم متعین کرنا اور ان کا شان نزول بیان کرنا مفسر کا کام ہے ۔ مذکورہ بالا آیات کی تحلیل سے عیاں ہوتا ہے کہ احکام القرآن کا موضوع کس درجہ وسیع اور دقیق ہے ' اس پر قلم اٹھانے کے لیے کن کن علوم میں مہارت درکار ہوتی ہے ' نیز ملا جیون نہ صرف ان علوم میں مہارت رکھتے ہیں بلکہ انہیں نہایت سلیقہ اور علمی انداز میں استعمال میں بھی لاتے ہیں ۔

" التفسیرات الاحمدیہ " میں احکام بیان کرنے کے لیے جن آیات کا انتخاب کیا گیا ان کے احکام بتانے کے ساتھ ساتھ فاضل مفسر بہت سے دیگر امور پر بھی روشنی ڈالتے ہیں ۔ جیسے آیت کے مختلف شان نزول ' لغوی تشریح جیسے لفظ قنوت ' مثابة اور ابتلاء وغیرہ ' قرات کا اختلاف ' لغوی مسائل ' آیات کی لغوی ترکیب ' اسم اور مسمی کا ایک ہونا یا ان میں مغایرت کا نہ پایا جانا ۔ اسی طرح ملا جیون علمی اصطلاحات کی مختلف تعریفیں بھی پیش کرتے ہیں ۔ جیسے نسخ ' انساء (۱۷) اور تبدیل کی تعاریف اور ان کے مفاہیم میں دقیق فرق اور لفظ امام کی اصطلاحی تعریف وغیرہ

اسلوب یہ ہے کہ وہ زیر بحث مسئلہ میں مختلف فقہاء اور اہل علم کی آراء کا ذکر کرتے ہیں۔ بعد ازاں "نحن نقول" یا "فی کتبنا" یا "فی اصولنا" وغیرہ کے الفاظ کہہ کر فقہ حنفی کا دفاع کرتے ہیں۔ فقہ حنفی کے دفاع میں وہ قرآن و سنت' اجماع اور قیاس سبھی سے استدلال کرتے ہیں اور عقلی اور نقلی دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔ اور فقہ حنفی کی صداقت' حکمت اور افضلیت ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

صاحب "التفسیرات الاحمدیہ" عموماً سبھی مسائل میں فقہ حنفی کے اقوال کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن اس کتاب کے مطالعے کے دوران ایک مسئلہ ایسا بھی سامنے آیا جس میں وہ فقہ حنفی کے علاوہ کسی اور رائے کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کا تعلق وضو کے امور سے ہے۔ احناف کے نزدیک وضو میں پاؤں دھوئے جاتے ہیں اور وہ آیت وضو میں لفظ "ارجلکم" کو منصوب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح احناف کے ہاں آیت وضو میں بار بار مذکور واؤ ترتیب کے لیے نہیں بلکہ مطلقاً جمع کے لیے مذکور ہے۔ اس لیے احناف کے مسلک کے مطابق وضو میں ترتیب سنت ہے' جبکہ فقہ شافعی میں وضو میں ترتیب فرض ہے۔ ان دونوں مسائل کے بارے میں ملا جیون نے اپنی رائے یوں بیان کی ہے:

"و لکن لا یخفی علیک ان احد المحذورین لازم علینا' و هو اما ان نقول بمسح الارجل لیکون عطفا علی قریب' و اما ان نقول بوجوب الترتیب الان جعل الارجل من المغسولات و عدم ایجاب الترتیب هنا لا یلائم النص و الاقبال وجوهکم و ایدیکم و ارجلکم و امسحوا برؤسکم لانه لم یظهر فی الفصل بینه و بین اخوته فائدة الا ان یقال ان الفائدة هی افضلیة الترتیب فافهم"

لیکن یہ امر آپ پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ان دونوں ممنوعہ امور میں سے کوئی ایک امر ضرور تسلیم

کرنا ہوگا ہم پاؤں پر مسح کرنے کے قائل ہو جائیں یا وضو میں ترتیب واجب قرار دیں ۔ کیونکہ پاؤں دھونا فرض ہو اور ترتیب بھی واجب نہ ہو تو یہ بات آیت کے مناسب حال نہیں ۔ اگر یہ دونوں امور ایسے ہوتے تو یوں کہا جاتا " اغسلوا وجوھکم و ایدیکم و ارجلکم و امسحوا برؤسکم " کہ آپ اپنا منہ ' ہاتھ اور پاؤں دھوئیں اور اپنے سروں پر مسح کریں ۔ کیونکہ پاؤں اور دھوئے جانے والے دوسرے اعضاء کے ما بین فصل (و امسحوا برؤسکم) کا کوئی اور فائدہ نظر نہیں آتا کہ آیت میں مذکور ترتیب واجب ہے یا کم از کم ترتیب افضل ضرور ہے ۔ سمجھ سے کام لیجئے ۔

اس مسئلے میں ملا جیون اپنے حنفی مسلک سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنا میلان اس جانب ظاہر کرتے ہیں کہ وضو میں ترتیب سنت نہیں بلکہ واجب ہے جو احناف کے نظام فقہ میں سنت سے بڑھ کر اور فرض سے کمتر ایک درجہ ہے ۔ اس طرح ملا جیون " مجتھد فی المسائل " کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں ۔ ممکن ہے اگر پوری کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو بعض اور مسائل بھی مل جائیں جن میں ملا جیون فقہ حنفی سے جداگانہ رائے رکھتے ہوں اور ان کا اصولی مسلک واضح ہو ۔

اس کتاب کے مطالعے سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ ملا جیون سفیان ثوری ' حسن بصری ' زخر بن ھذیل ' امام محمد بن حسن الشیبانی ' امام ابو یوسف ' امام مالک اور امام شافعی جیسے جلیل قدر ائمہ اور فقہاء کی آراء کثرت سے بیان کرتے ہیں ۔ بعض فقہاء کی آراء سے اتفاق کرتے ہیں اور دیگر اہل علم کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں ۔ مثلاً سر کے مسح کے باب میں ملا جیون نے امام مالک اور امام شافعی کی مختلف آراء بیان کی ہیں لیکن انہوں نے امام احمد بن حنبل کی رائے بیان نہیں کی ۔

اس طرح " التفسیرات الاحمدیہ کا قاری یہ خاص بات محسوس کرتا ہے کہ ملا جیون نے جہاں معروف اور مسلمہ فقہاء کی آراء نقل کی ہیں ' وہاں وہ مسلمانوں کے چوتھے فقہی مسلک کے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی آراء نقل نہیں کرتے ۔ اس کی ایک ہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ملا جیون

بھی ابو بکر جصاص (م ۳۷۰ھ) اور ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) کی طرح امام احمد بن حنبل کو فقیہ اور مجتہد تسلیم نہیں کرتے، بلکہ وہ انہیں صرف محدث مانتے ہیں۔

ملا جیون کی تصنیف "التفسیرات الاحمدیہ" ایک بلند پایہ علمی کتاب ہے، جو غالباً اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے جو برصغیر میں لکھی گئی۔ اس طرح "احکام القرآن" جیسے دقیق اور مشکل موضوع پر کتاب لکھنے کے بعد ملا جیون اس صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں، جہاں امام شافعی، یحییٰ ابن آدم، ابو بکر جصاص، قرطبی اور ابن العربی اپنی اپنی تصنیف احکام القرآن کے ذریعے مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات سے روشناس کرا رہے ہیں۔ ملا جیون کا زمانہ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کا دور ہے۔ جب تک اکثر علوم و فنون مدون ہو کر رواج پا چکے تھے اور احکام القرآن کا موضوع اپنے فنی عروج پر پہنچ چکا تھا۔ اس متاخر دور میں اس موضوع پر قلم اٹھانا آسان کام نہیں تھا۔ علمی مراکز سے دور ہونے کے باوجود ملا جیون نے اس مشکل موضوع پر اپنی کتاب مرتب کی، اسے اہل علم کی خدمت میں پیش کیا اور قبولیت کی سند پائی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ "التفسیرات الاحمدیہ" کے ترتیب پانے کے بعد سے یہ کتاب اہل علم میں متداول رہی اور برصغیر میں قرآن کا مطالعہ کرنے والا کوئی شخص اس کتاب سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مغلیہ دور میں یہ کتاب دینی مدارس میں شامل نصاب رہی ہے۔ اپنی جامعیت، وسعت اور موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب برصغیر کی پہلی کتاب ہے۔ جس کا شمار شاہکار کتابوں میں ہوتا ہے اور پورا عالم اسلام اس علمی تصنیف سے استفادہ کرتا ہے۔

یہ کتاب برصغیر کے حنفی فقہی ادب کی نمائندہ ہے۔ اس میں جن مسائل سے بحث کی گئی ہے اگرچہ ان میں فقہ حنفی کی فضیلت اور فوقیت علمی انداز میں ثابت کی گئی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ کتاب دیگر فقہی مسالک کی آراء کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ اس لیے ہم بجا طور پر یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ "التفسیرات الاحمدیہ" نے برصغیر میں فقہی مسالک متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ وسط

ایشیاء کے راستے جو فقہی ادب برصغیر کے علماء کو میسر آیا تھا ملا جیون نے اسے برصغیر میں نہ صرف پروان چڑھایا بلکہ اس میں قیمتی آراء کا بھی اضافہ کیا۔

فاضل مفسر نے اپنی تحریر میں علوم اسلامیہ کی اساسی کتب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں ان مصادر کی ایک فہرست فراہم کر دی گئی ہے۔ جس میں تفسیر' علوم القرآن' فقہ' اصول فقہ' علم الکلام' سیر اور محدثین کی کتب شامل ہیں جو ملا جیون کے کثرت مطالعہ اور تبحر علمی کا ثبوت ہیں۔ جس کا اظہار ان کی مایہ ناز تصنیف "التفسیرات الاحمدیہ" کے مطالعے سے بکثرت ہوتا ہے۔ چنانچہ ملا جیون نے سورۃ البقرہ کی آیت هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا کے احکام بیان کرتے ہوئے آٹھ بنیادی مصادر سے استفادہ کیا۔ جن میں مدارک التنزیل' الکشاف' کشف الاسرار' اصول الکرخی' احکام القرآن للجصاص' البیضاوی' ھدایہ اور تفسیر زاھدی شامل ہیں۔

ان مصادر سے استفادہ کے ساتھ ساتھ فاضل ملا نے احادیث سے بھی بکثرت استفادہ کیا ہے جیسے مذکورہ بالا آیت کے احکام بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ حدیث "لا تبیعوا الطعام الا سواء بسواء" سے استدلال کیا ہے کہ "اصل الاشیاء اباحة" ہر شئی کا اصل اباحت ہے۔ لیکن انہوں نے اس حدیث کا کوئی حوالہ درج نہیں کیا۔ اسی طرح وہ جن مصادر سے دلائل نقل کرتے ہیں ان کے صرف نام لکھنے پر اکتفاء کرتے ہیں ان کا باب' صفحہ' جلد' مطبع' ناشر اور سن طباعت وغیرہ قطعی تحریر نہیں کرتے۔ اس لیے قاری ان کے ماخذ تک رسائی حاصل کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے۔

برصغیر کے نامور فاضل اور فقہی مفسر ملا جیون کے اسلوب نگارش کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عام فہم اور آسان عربی زبان میں اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔ اصطلاحات کے لغوی اور اصطلاحی مطالب متعین کرنے کے بعد وہ اپنے حقیقی موضوع یعنی متعلقہ آیت سے استنباط احکام کی طرف متوجہ

ہوتے ہیں ۔ اپنے متقدمین ابو بکر جصاص اور قرطبی کے بر عکس وہ نہ عربی اشعار سے استفادہ کرتے ہیں اور نہ ہی وہ قیل اور قال کے ذریعے مکالماتی انداز اپناتے ہیں ۔ بلکہ وہ سلیس اور رواں عربی زبان میں اپنا مقصد و مدعا واضح کرتے ہیں ۔ اس طرح وہ بلیغ انداز میں قاری کو اپنا پیغام پہنچاتے ہیں ۔ تاہم ان کے اسلوب بیان پر عجمیت کی گہری نظر آتی ہے ۔

ملا جیون کی "التفسیرات الاحمدیہ" کئی بار چھپ چکی ہے غالباً پہلی بار یہ فقہی تفسیر ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۶ میں مطبع اخوان الصفا کلکتہ میں چھپی تھی ۔ ہم نے اسی نسخہ سے استفادہ کیا ہے ۔ بعد میں یہ کتاب مطبع کریمی بمبئی اور مطبع رحیمی دیو بند سے عمدہ انداز میں شائع ہوئی ۔ مطبع کریمی والے نسخے کے حاشیے پر اس کی مختصر اور عمدہ شرح بھی ہے ۔ چند سال پہلے یہ کتاب پشاور سے بھی طبع ہوئی تھی ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ احکام القرآن المعروف قرآن پاک کے فقہی مسائل کے نام سے مکتبہ رحمانیہ وھاڑی سے چھپ چکا ہے ۔

"التفسیرات الاحمدیہ" اپنے موضوع ' اسلوب بیان اور علمی وقعت کی بناء پر برصغیر کی شاہکار کتابوں میں شمار ہوتی ہے ۔ جس سے ملت اسلامیہ مستفید ہوتی رہے گی اور عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے برصغیر کی نمائندہ اور عالمی درجہ کی تصنیف ہے ۔ لیکن اہل علم نے اس کتاب پر مناسب توجہ نہیں دی ۔ اس کی طباعت بھی پرانے انداز کی ہے ۔ نہ اس کی پیرا بندی کی گئی ہے ' نہ تخریج احادیث کا اہتمام ہوا ہے ' نہ ہی عربی عبارات کے مکمل حوالے درج ہیں اور نہ ہی مشکل الفاظ پر اعراب لگائے گئے ہیں ۔ اسی طرح نہ ہی اس کتاب کا کوئی اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے ۔ لہٰذا اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس کتاب کو تحقیق کا موضوع بنایا جائے اور اسے فنی اور تحقیقی تقاضوں کے مطابق طبع کیا جائے تاکہ قاری اس کے علمی جواہر پاروں سے باسانی مستفید ہوسکے اور تفسیر بیضاوی یا تفسیر کشاف کی جگہ اسے برصغیر کے دینی مدارس اور جامعات میں شامل نصاب کیا جاسکے ۔ نیز احکام القرآن کے ادب میں اسے اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے ۔

--☆ ☆--

مصادر و حواشی

(۱) احکام القرآن کے موضوع پر مسلمان اہل علم کی تصانیف کی طویل فہرست ابن ندیم اور حاجی خلیفہ نے مرتب کی ہے۔ اس فہرست میں پہلی چار پانچ صدیوں میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب شامل ہیں۔ اس اہم موضوع پر بہت سی کتب طبع ہو چکی ہیں اور بہت کتب تا حال قلمی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے الفہرست لابن ندیم مطبوعہ مکتبہ خیاط بیروت ص - ۳۸ اور مابعد اور حاجی خلیفہ چلپی کی کشف الظنون ج - ۱، ص - ۲۰۔ ہماری ناقص رائے میں یہ فہرست ابھی نا مکمل ہے۔ اسے مکمل کرنے کے لیے بعد کے ادوار میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب شامل کی جائیں۔

(۲) ملا احمد جیون امیٹھوی کی یہ کتاب کئی بار طبع ہو چکی ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر اس کتاب کا وہ مطبوعہ نسخہ ہے جو مطبع الطبی اور مطبع اخوان الصفاء کلکتہ بھارت سے ۱۲۶۳ھ، ۱۹۲۲م میں طبع ہوا تھا۔ غالباً یہ اس کتاب کا قدیم ترین نسخہ ہے۔ نام کے لیے اسی کتاب کا صفحہ ۵ ملاحظہ فرمائیے۔ جبکہ اسی نسخہ کے ٹائٹل پر اس کتاب کا مکمل نام یوں تحریر ہے " تفسیرات الاحمدیہ، فی بیان الآیات الشرعیہ مع تفریعات المسائل الفقهیه " اس نام میں " تفسیرات الاحمدیہ غالباً درست تحریر نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب کے فاضل مصنف خود تحریر کرتے ہیں " و سمیته بالتفسیرات الاحمدیه.... " (ص - ۵)

(۳) مطبوعہ نسخہ کے ٹائٹل پر اس کتاب کے مصنف کا نام ملا احمد الشہیر ملا جیون تحریر ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اسی مصنف کی دوسری شہرہ آفاق تصنیف " نور الانوار فی شرح المنار " پر ان کا نام ملا جیون لکھا ہوا ہے، ملاحظہ فرمائیے، تذکرہ علماء ھند ص - ۴۵،

لکھنؤ انول کشور ۱۹۱۴ء نزھۃ الخواطر ج - ۶ ' ص - اور ماثر الکرام ص - ۲۰۶

(۴) امیٹھہ لکھنؤ کے مضافات میں ایک قصبہ ہے جس کی آبادی پانچ ہزار افراد پر مشتمل ہے اس قصبہ سے کئی اہل علم پیدا ہوئے جن میں ہمارے فاضل مصنف بھی شامل ہیں - بحوالہ معین الدین ندوی کی کتاب معجم الامکنته التی لها ذکر فی نزهه الخواطر ص - ۷۰

(۵) ملا احمد جیون ' التفسیرات الاحمدیہ ص - ۵ ' طبع کلکتہ ' اخوان الصفاء ۱۲۶۳ھ ' ۱۸۴۶

(۶) رحمان علی تذکرہ علمائے ھند ص - ۴۵ لکھنؤ نول کشور ۱۹۱۴

(۷) مسلمان اہل علم قرآنی آیات ' احادیث نبوی اور علماء کے اقوال کے حروف کے اعداد جمع کرنے سے ہر نامور فوت ہونے والے شخص کی تاریخ وفات نکالا کرتے ہیں - یہ عِلم اب مفقود ہوتا جا رہا ہے اسے زندہ رکھنے کی ضرورت ہے - یہ الفاظ قران کریم کی سورہ یوسف کی آیت نمبر ۶ کا حصہ ہیں -

(۸) التفسیرات الاحمدیہ ص - ۶۰۴

(۹) سیوطی 'جلال الدین ' الاتقان فی علوم القرآن ص

(۱۰) ملا جیون ' احمد ' التفسیرات الاحمدیہ ص - ۵ ' کلکتہ ' مطبع اخوان الصفاء ۱۲۶۳ھ

(۱۱) حوالہ مذکورہ - اسی صفحہ پر فاضل مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس نے کس قسم کی منتخب قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی ہے -

(۱۲) " التفسیرات الاحمدیہ " میں بیان کردہ سورتوں کے ناموں اور ہر سورہ کے ذیل میں پیش کردہ مسائل کے لیے زیر بحث کتاب ملاحظہ فرمائیے ص - ۶ - ۱۲

(۱۳) قرآن حکیم سورہ البقرہ آیت ۲۹ ترجمہ : جو کچھ زمین میں ہے - وہ سب کا سب اس نے تمہارے لیے پیدا کیا -

(۱۴) قرآن حکیم ' سورت البقرہ آیت - ۱۵۴ ' ترجمہ : اے ایمان والو ! جو لوگ اللہ کی راہ میں

مارے گئے آپ انہیں مردہ نہ کہیں ' بلکہ وہ زندہ ہیں ' لیکن آپ لوگ ان کا شعور نہیں رکھتے ۔

(۱۵) قرآن حکیم سورہ آل عمران آیات ۱۶۹ ' ۱۷۰ ۔ ترجمہ : انہیں رزق دیا جاتا ہے ۔ اللہ اپنے فضل سے انہیں جو کچھ عطا کرتا ہے وہ اس سے خوش ہیں ؟

(۱۶) شہید کے بارے میں پوری بحث " التفسیرات الاحمدیہ " کے صفحات ۳۵ - ۳۷ پر ملاحظہ کیجئے ۔

(۱۷) ملا جیون احمد ' التفسیرات الاحمدیہ ص - ۲۴ تا ۳۳ پر یہ مباحث جا بجا ملتے ہیں ۔

(۱۸) ملا جیون احمد ' التفسیرات الاحمدیہ ص - ۳۸ - ۴۰ یہ موضوع سورہ البقرہ کی آیت ۱۷۴ کے تحت تفصیل سے بیان کیا گیا اور دیگر مقامات پر بھی مذکور نہیں ۔

(۱۹) تفصیل کے لیے دیکھئے التفسیرات الاحمدیہ ص - ۱۵ تا ۲۴

(۲۰) التفسیرات الاحمدیہ ص - ۲۷۵

(۲۱) التفسیرات الاحمدیہ ص - ۲۷۳

(۲۲) ندوی ' ابو الحسنات ہندوستان کی قدیم دینی درسگاہیں ص - ۸۸ ' لاہور ' مکتبہ خاور ' ۱۹۷۹

(۲۳) قرآن حکیم سورہ البقرہ آیت - ۲۹ ترجمہ : اللہ کی وہی ذات ہے جس نے زمین کی ہر چیز آپ کے لیے پیدا کی ۔

(۲۴) التفسیرات الاحمدیہ ص

(۲۵) قاری محمد عادل خان اور مولانا محمد فاضل خان (مترجمین) احکام القرآن اردو ترجمہ التفسیرات الاحمدیہ ص - ۱۹ ' دھاڑی ' مکتبہ رحمانیہ